اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسَمّٰی بنامِ تاریخی

اَلمَلفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ

معروف بہ

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند

حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفٰے رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشِر

مکتبۃُ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

نام کتاب: **الملفوظ**

پیش کش: مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیّۃ

سِنِ طَباعت: 12 جُمادَی الاُخریٰ 1430ھ، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: **مکتبۃ المدینہ** فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net
E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: توکُّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ٢٤ ص٣٧٩) **یعنی** اسباب ہی کی چھوڑ کر دینا توکُّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

ٹھیک کیا، نماز ہوئی یا نہیں؟

ارشاد : اگر مصلے کا میلان (یعنی جھکاؤ) قبلہ سے ۴۵ درجے کے اندر تھا تو نماز ہوگئی، اور اگر زیادہ تھا تو باطل۔

(پھر فرمایا) بریلی میں اکثر مساجد قبلہ سے دو دو درجے جانبِ شمال ہٹی ہوئی ہیں اور بمبئی کی مساجد دس درجے جانبِ جنوب، اگر شرع مطہر اس کی اجازت نہ دیتی تو لاکھوں نمازیں باطل ہوتیں۔ (پھر فرمایا) انسان کی پیشانی کے قوسی شکل ہونے میں یہ بھی مصلحت ہے تاکہ یہ آسانی رہے کہ اگر قبلہ سے ۴۵ درجے تک اِنْحِراف (یعنی پھرنا) بھی ہوگا تو بھی پیشانی کے کسی جز (یعنی حصے) سے محاذات (یعنی برابری) ہوجائے گی اگر پیشانی مستوی (یعنی سیدھی) ہوتی تو یہ بات حاصل نہ ہوتی ﴿انحرافِ مساجد کی وجہ بیان فرمائی﴾ لوگوں نے یہ سمجھا کہ مغرب کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑے ہوں کہ قطب داہنے شانے پر ہو تو جو جہت محاذیِ وجہ (یعنی چہرے کے سامنے) ہو وہی سمتِ قبلہ ہے۔ حالانکہ یہ تحقیق نہیں ہے البتہ ہندوستان میں تقریب کے لئے کافی ہے۔

باریک کپڑوں میں عورت کی نماز کا حکم

عرض : عورتوں کی نماز باریک کپڑوں سے ہوتی ہے یا نہیں؟

ارشاد : آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک **تمام بدن کا چھپانا فرض ہے** مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جس میں سر کے بالوں یا کان کا کوئی حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں اور گٹوں تک دونوں ہاتھ، ٹخنوں تک دونوں پاؤں، ان میں اختلافِ روایات ہے۔ ان کے سوا اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصداً (یعنی جان بوجھ کر) کھولے اگرچہ ایک آن کو یا بلا قصد بقدر ادائے رُکن یعنی تین بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے **تو نماز نہ ہوگی۔** (درِّمختار معہ رد المحتار ، کتاب الصلاۃ مطلب فی النظر الی وجه الامرد ، ج۲، ص ۱۰۰) **اور باریک کپڑے** جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے **تو نماز نہ ہوگی۔**

(ملخصًا،الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث فی شروط الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص۵۸)

کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو علمِ غیب تھا؟

مؤلف : ایک صاحب جن کا میلان قدرے وہابیت کی طرف تھا، انہوں نے علمِ غیبِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت سوال کیا تو فرمایا:

ارشاد : کیا آپ مطلق علمِ غیب کو پوچھتے ہیں یا علمِ مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْن ، (یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا ان سب کا علم)، جیسا سوال ہو اُس کے موافق جواب دیا جائے۔

عرض : میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے افضل و اعلیٰ جانتا ہوں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو روشن ضمیر مانتا ہوں مگر یہ کہ وہ دلوں کی بات جانتے ہیں، یہ نہیں مانتا۔

ارشاد : روشن ضمیر ہونے کے تو یہی معنی ہیں کہ دلوں کی حالتیں جانیں (پھر اس کے ثبوت کی طرف توجہ فرمائی) قرآنِ عظیم فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پ ٤، ال عمرٰن:١٧٩)

اے عام لوگو **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمادے۔ ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

اور فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پ ٢٩، الجن: ٢٦)

اللہ تعالیٰ عالمِ الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو۔

صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علمِ غیب پر مسلط فرمادیا۔ (اس کے بعد ارشاد فرمایا) کہ علمائے اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب باکمل وجوہ (یعنی اَکمل طور پر)، ان سے بدر جہا (یعنی کئی درجے) زائد حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت (یعنی عطا) ہوئے اور اہلِ باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدھم وعلیھم کو ملے وہ سب حضور کے دیئے سے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے طفیل میں۔

اصحابِ صحیح بخاری و مسلم نے روایت کی:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِىْ

میں بانٹنے والا ہوں اور **اللہ** تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب من یرد اللّٰہ...... الخ، الحدیث ٧١، ج ١، ص ٤٣)

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب النھی عن المسألة، الحدیث ١٠٣٧، ص ٥١٧)

اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت (کے بارے میں) فرماتا ہے:

وَ كَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں۔ (پ۷، الانعام:۷۵)

اورلفظ ''نُرِیْ'' اِستمرار وتجدُّد (یعنی ہمیشگی اور تکرار) پر دال (یعنی دلالت کرتا) ہے جس کا یہ مطلب کہ وہ دکھانا ایک بار کے لئے نہ تھا بلکہ مُستَمِر (یعنی ہمیشہ) ہے تو یہ صفت حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اَکمل طور پر ثابت، حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں حضور کے جدِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ ابیہ وبارَک وسلم کو یہ فضیلت ملی۔ اس کا اِنکار نہ کرے گا مگر کور باطن (یعنی کینہ رکھنے والا) اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ هٰذِهِ الْعَقِیْدَةِ الْبَاطِلَةِ (یعنی **اللہ** تعالیٰ ہمیں اس باطل عقیدے سے بچائے۔ت) اورلفظ ''کَذٰلِكَ'' تشبیہ کے واسطے ہے جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے اور تشبیہ کے لئے مُشَبَّہ (یعنی جسے تشبیہ دی گئی) اور مُشَبَّہ بِہٖ (یعنی جس سے تشبیہ دی گئی) ضرور (یعنی لازم) ہے۔ ''مُشَبَّـــہ'' تو خود قرآنِ کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ باقی رہا ''مُشَبَّہ بِہٖ'' وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جیسے ہم آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں یونہی آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی ان کا معائنہ کرا رہے ہیں اور قرآن کریم میں اِرشاد فرماتا ہے:

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں۔ (پ۳۰، التکویر:۲٤)

جس میں اِستعداد (یعنی صلاحیت) پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں اور ظاہر کہ بخیل وہ جس کے پاس مال ہو اور صَرف (یعنی خرچ) نہ کرے۔ وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا؟ اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی تو جب تک کوئی چیز صرف (یعنی خرچ) کی نہ ہو (نفی کا) کیا مَفاد (یعنی فائدہ) ہوا؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) غیب پر مطلع (یعنی خبردار) ہیں، اور اپنے غلاموں کو اس پر اِطّلاع بخشتے ہیں اور فرماتا ہے:

نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان کردینے کے لئے اُتاری۔ (پ١٤، النحل:۸۹)

''تِبۡیَانًا'' ارشاد فرمایا، ''بَیَانًا'' نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیانِ اشیا اس طرح پر ہے کہ اصلاً خِفا (یعنی پوشیدگی) نہیں اور حدیث میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا کہ صحابۂ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نمازِ فجر کے لئے مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں حاضر ہوئے، اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی تشریف آوری میں دیر ہوئی۔ حَتّٰی کِدۡنَا اَنۡ نَتَرَای عَیۡنَ الشَّمۡسِ یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے۔ اتنے میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) تشریف فرما ہوئے، اور نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی؟ سب نے عرض کی ''اَللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَمُ'' **اللہ** ورسول (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

فَاِذَا اَنَا بِرَبِّی تَبَارَکَ وتعالیٰ فِی اَحۡسَنِ صُوۡرَۃٍ	میرا ربّ (عَزَّوَجَلَّ) سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔

یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا۔ اس نماز میں عبد (یعنی بندہ) درگاہِ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی۔ ''قَالَ یَا مُحَمَّدُ فِیۡمَا یَخۡتَصِمُ الۡمَلَاءُ الۡاَعۡلٰی'' اس نے فرمایا: ''اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرشتے کس بات میں مُخاصَمہ (یعنی تنازعہ) اور مُباہات (یعنی فخر) کرتے ہیں؟'' ''فَقُلۡتُ لَا اَدۡرِیۡ'' میں نے عرض کی میں بے تیرے بتائے کیا جانوں،

فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیۡنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدۡتُّ بَرۡدَ اَنَامِلِہٖ بَیۡنَ ثَدَیَّ فَتَجَلّٰی لِیۡ کُلُّ شَیۡءٍ وَعَرَفۡتُ (جامع ترمذی، کتاب التفسیر، الحدیث ۳۲۴۶، ج۵، ص ۱۶۰)	تو ربّ العزت (عَزَّوَجَلَّ) نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

صرف اسی پر اِکتِفا نہ فرمایا کہ کسی وہابی صاحب کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ کل شے سے مراد ہر شے متعلق بشرائع (یعنی شریعتوں کے متعلق ہر چیز) ہے بلکہ ایک روایت میں فرمایا:

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الۡاَرۡضِ	میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب التفسیر، الحدیث ۳۲۴۴، ج۵، ص ۱۵۸)

اور دوسری روایت میں فرمایا:

فَعَلِمۡتُ مَا بَیۡنَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ	اور میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب التفسیر، الحدیث ۳۲۴۵، ج۵، ص ۱۵۹)

یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشادِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) سے ثابت ہیں۔یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لئے فرمایا کہ کبھی شے معروف (یعنی معلوم) ہوتی ہے پیشِ نظر نہیں اور کبھی شے پیشِ نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو، وہ سب تمہارے پیشِ نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہوں گے۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالَم ہمارے پیشِ نظر بھی ہوگئیں، اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مسلمان دیکھیں نصوص میں بلاضرورت تاویل وتخصیص باطل ونامسموع ہے (یعنی ناقابلِ قبول ہے)۔**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کردینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اُتاری۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہ یہ رویت ومعرفت (یعنی دیکھنا اور پہچاننا)، جمیع مکنوناتِ قلم ومکتوباتِ لوح (یعنی قلم اور لوحِ محفوظ کے تمام سربستہ رازوں) کو شامل ہے جس میں سب ''مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ مِنَ الْیَوْمِ الْاَوَّلِ اِلٰی یَوْمِ الْاٰخِرِ'' (یعنی روزِ اول سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا..یا..ہوگا) وجملہ ضمائر وخواطر (یعنی تمام پوشیدہ اُمور بشمول احوالِ دِل) سب کچھ داخل ولہٰذا طبرانی ونعیم بن حماد اُستاذ امام بخاری وغیرہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَ اِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ	بے شک **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

(مجمع الزوائد کتاب علامات النبوۃ باب ۳۳، الحدیث ۱۴۰۶۷، ج۸، ص ۵۱۰)

اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کے صدقے میں **اللّٰہ** تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا۔ایک بزرگ فرماتے ہیں: ''وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے۔'' انہوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے۔'' اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار (یعنی بلند رتبہ غلام) ہیں اَعْنِی (یعنی) حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

یعنی میں نے **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا۔

اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ عَلَی الْاِتِّصَال (یعنی لگا تار) یہ ہی حکم ہے، اور فرماتے ہیں: ''اِنَّ بُؤْبُؤَۃَ عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ میری آنکھ کی پتلی لوحِ محفوظ میں لگی ہے۔''

لوحِ محفوظ کیا ہے۔ اس کے بارے میں **اللہ** تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

(پ۲۷، القمر:۵۳)

اور فرماتا ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہ رکھی۔

(پ۷، الانعام:۳۸)

اور فرماتا ہے:

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ کوئی تر وخشک ایسا نہیں جو کتابِ مبین میں نہ ہو۔

(پ ۷، الانعام:۵۹)

تو جب لوحِ محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روزِ اول سے روزِ آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو، بے شک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔

ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے؟

عرض : ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے؟

ارشاد : مذہبِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں دو مثل[1] تک رہتا ہے۔ (مختصر القدوری کتاب الصلاۃ باب صفة الصلاۃ، ص ۳۵) **اور یہ** ہی قول اَصَح ہے۔

عرض : اگر ایک مثل کے اندر ظہر پڑھی جائے اور بعد دو مثل عصر تو بہتر ہوگا کہ سب اَقوالِ علما جمع ہو جائیں گے۔

[1] : اس مسئلے کی تفصیل بہارِ شریعت حصہ سوم صفحہ 17 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ میں ملاحظہ کیجئے۔